بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاذا قال احد کم لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ فلیقل علی امیر المومنین علیہ السلام

وجوب شہادت ثالثہ

فتویٰ مبارکہ

مرجع عالی قدر شیعیان جہان

سرکار فقیہہ اہلبیتؑ مجدد ملت آیت اللہ الحجت المحقق الشیخ محمد جمیل حمود العاملی ادام اللہ ظلہ العالی

تقدیم

حضرت شمس العلماء علامہ آغا السیّد محمد ابوالحسن الموسوی المشہدی

1525

دار التبلیغ الجعفریہ

سرکار فقیہہ اہلبیتؑ مجدد ملت آیت اللہ الحجت المحقق الشیخ محمد جمیل حمود العاملی ادام اللہ ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم تعالیٰ

هُنَالِکَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ عُقْبًا

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام

کا ارشاد حق بنیاد

ہماری ولایت اللہ تعالیٰ کی ولایت ہے

اللہ تعالیٰ نے کسی نبیؑ کو مبعوث نہیں فرمایا

مگر ہماری ولایت کے اقرار پر پروردگار نے عالم

ہماری ولایت کو آسمانوں اور زمینوں صحراؤں اور پہاڑوں

پر پیش کیا۔

(امالی مفید)

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد الله الذی جعلنا من المتمسکین بو لا یته امیر المومنین الصلوٰة والسلام علی خیرخلقه محمد وآله الطا هرین ولعنة الله علی اعدائهم وغاصبی حقو قهم و ناصبی شیعتیهم ومنکری فضا ئلهم من الا ولین والاخرین الی یوم الدین

اما بعد

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت مطلقہ کا اقرار اصل اسلام اور روح دین ہے تمام عقائد وعبادات کی قبولیت کا دارمدار ولایت امیر المومنینؑ پر ہے۔

ارشاد پروردگار عالم ہے:

اے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمدؐ! میں نے تجھے اور علیؑ وفاطمہ اور حسنؑ وحسین علیہم السلام اور اولاد حسینؑ علیہ السلام کے آئمہ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور میں نے تمہاری ولایت کو اہل آسمان وزمین کے سامنے پیش کیا۔ جس نے اسے قبول کیا وہ میرے ہاں مومن قرار پایا اور جس نے اس کا انکار کیا میرے ہاں کافرین میں سے قرار پایا۔

اے میرے حبیب اگر کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ عبادت کرتے کرتے خشک مشکیزہ کی مانند ہوجائے پھر تمہاری ولایت کا منکر بن کر میرے سامنے پیش ہوتو میں اس کی بخشش نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ تمہاری ولایت کا اقرار کرے۔ (بحارالانوار جلد ۲۷، ص ۲۰۰ مطبوعہ بیروت۔

سرداب مقدس کی زیارت میں وارد ہے:

اشهد ان بو لا يتك تقبل الا عمال و تزكى الا فعال و تضا عف الحسنا ت و تمحى السيات فمن جاء بو لا يتك و اعتر ف با ما متك قبلت اعما له وصد قت اقو اله وتضا عفت حسنا ته و محيت سيا ته ومن عدل عن ولا يتك و جهل معر فتك واستبد ل بك غير ك كبه الله علی منخر ه فی النار ولم يقبل الله له عملاً ولم يقم له يوم القيمة وز نا۔ مفاتیح الجنان، ص ۱۰۱۵۔ مطبوعہ لاہور

کہ آپ کی ولایت کے ذریعے اعمال قبول ہوتے ہیں کاموں میں پاکیزگی آتی ہے نیکیاں دگنی ہو جاتی ہیں اور برائیاں مٹ جاتی ہیں پس جو آپ کی ولایت پر اعتقاد اور آپ کی امامت پر یقین کے ساتھ آئے اس کے اعمال قبول ہوتے ہیں اس کے اقوال میں سچائی آتی ہے اس کی نیکیاں دگنی ہو جاتی ہیں اور اس کی بدیاں مٹ جاتی ہیں مگر جو آپ کی ولایت سے برگشتہ ہو آپ کی معرفت نہ رکھتا ہو اور آپ کی جگہ کسی اور کو مانتا ہو تو خدا اسے منہ کے بل آگ میں ڈالے گا خدا اس کے اعمال قبول نہیں کرے گا اور روز قیامت اس کے اعمال کا وزن نہیں کرے گا۔

سرکار علامہ مجلسی قدس سرہ نے بحار الانوار، جلد ۲۷ کتاب امامت کا باب ہفتم کا عنوان ہی یہ قائم فرمایا: انه لا تقبل الا عمال الا بالولا ته اس باب میں اکہتر احادیث موجود ہیں جن میں وارد ہے کہ اقرار ولایت کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں۔ خلقت کائنات کے وقت ہی خدا نے جہان ہستی کے تمام مقامات پر ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو تحریر فرما دیا۔

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان:

ثقہ جلیل قاسم بن برید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

☆ جب حق تعالیٰ نے عرش کو خلق فرمایا تو اس پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب اللہ تعالی نے پانی خلق فرمایا: آب پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب باری تعالیٰ نے لوح کو خلق فرمایا تو اس پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب ذات احدیت نے کرسی کو خلق فرمایا تو اس کے قوائم پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب پروردگار عالم نے اسرافیل علیہ السلام کو خلق فرمایا تو اس کی پیشانی پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب خداوند عالم نے جبرائیل علیہ السلام کو خلق فرمایا تو اس کے پروں پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب اللہ سبحانہ نے آسمانوں کو خلق فرمایا تو آسمانوں کے اطراف پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب لم یزل ولا یزال نے زمینوں کو پیدا کیا تو طبقات ارضی پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب قدوس ومنان نے جنت کو پیدا کیا تو جنت کے دروازوں پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑوں کو خلق فرمایا تو ان کی چوٹیوں پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب اللہ سبحانہ نے سورج کو خلق فرمایا تو اس پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

☆ جب اللہ جل شانہ نے چاند کو خلق فرمایا تو اس پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین۔

پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فاذا قال احدکم لا الہ الا اللہ محمد رسول فلیقل علی امیر المومنین: تم میں سے جب بھی جو بھی پروردگار عالم کی توحید اور خاتم الانبیاءؐ کی رسالت کی گواہی دے تو وہ کہے علی امیر المومنین یعنی ولایت امیر المومنینؑ کی بھی گواہی دے۔

ملاحظہ فرمائیں: احتجاج طبرسی، جلد اول، صفحہ ۱۵۸، مطبوعہ نجف اشرف۔
بحار الانوار، جلد ۸۴، صفحہ ۱۱۲، مطبوعہ بیروت لبنان۔

توثیق:

سرکار صدر المحدثین علامہ محمد باقر مجلسی طیب اللہ التربتہ الزکیہ نے یہ حدیث باب اذان میں اثبات شہادت ولایت امیر المومنین علیہ السلام کے طور پر پیش فرمائی ہے۔

سرکار امام المحدثین علامہ مجلسی طاب ثراہ ارشاد فرماتے ہیں:

اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو شیخ جلیل احمد بن ابی طالب طبرسی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب احتجاج طبرسی میں قاسمؒ بریدبن معاویہ سے روایت نقل فرمائی ہے جو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوئی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار جلد ۸۴، صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲ مطبوعہ بیروت

جس روایت کو سرکار علامہ مجلسی قدس سرہ نے بطور ثبوت و تائید پیش فرمایا ہے وہ یقیناً معتبر اور صحیح السند ہوگی اس لئے کہ خبر ضعیف و مجہول سے استدلال کرنا ان کی بزرگ شخصیت سے بعید ہے۔ صدر المقصرین نے قوانین الشریعہ میں جناب قاسم بن معاویہ کی روایت کو مجہول کہا ہے ہم ذیل میں ثقہ جلیل قاسم برید بن معاویہ کی وثاقت جلالت شان سے متعلق اعلام کے اقوال پیش کرنے کی سعادت حاصل وثاقت پیش کرر ہے ہیں۔

ثقہ جلیل جناب قاسم بن برید بن معاویہؒ کی عظمت و ثاقت

سرکار علامہ مامقانی طاب ثراہ فرماتے ہیں:

قاسم بن برید بن معاویہؒ اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام و امام کاظم علیہ السلام میں سے ہے اور علامہ نجاشی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاسم بن برید بن معاویہ العجلی ثقہ ہیں۔ تنقیح المقال فی علم الرجال، جلد دوم باب قاسم، صفحہ ۱۸، مطبوعہ نجف اشرف۔

آیت اللہ المرحوم السید خوئیؒ فرماتے ہیں:

نجاشیؒ نے فرمایا ہے کہ قاسم بن برید بن معاویہ العجلی ثقہ ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: معجم رجال الحدیث جلد ۱۴، صفحہ ۱۲، مطبوعہ ایران

تمام جلیل القدر اعلام قاسم بن معاویہ کی وثاقت کے قائل ہیں ان کی روایت کو قبول کرتے ہیں مقصرین کا انکار ہے سوائے انکار ولایت کے کچھ ہیں، خسر الدنیا و الا خرۃ۔

وجوب ولایت:

پروردگار عالم نے علی ولی اللہ نہ صرف اطراف ارضی و سماوی میں لکھا ہے بلکہ تمام مخلوقات پر اقرار ولایت واجب قرار دیا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بیان:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو علم ہے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں اور علی علیہ السلام میرے خلیفہ ہیں اور ان کی اولاد سے جو آئمہؑ ہیں وہ میری حجت ہیں تو اس شخص کو میں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا۔ اور اپنے عفو سے اس کو دوزخ سے نجات دوگا۔

اپنے قرب کی اسے اجازت دوں گا۔ اس کے لئے کرامت کو واجب اور اس پر اپنی نعمت تمام کروں گا۔ اس کو اپنے خواص اور خالص بندوں میں قرار دوں گا۔ اگر وہ مجھے پکارے گا تو جواب دوں گا اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب کروں گا۔ اگر مجھ سے مانگے گا تو عطا کروں گا۔ اگر خاموش رہے گا عطائے رحمت میں خود ابتداء کروں گا۔ اگر مایوس ہوگا تو اس پر رحم کروں گا۔ اگر دور ہوگا تو اسے اپنے قریب سے تو بلاؤں گا اگر میرے پاس لوٹ کر آئے گا تو اس کی توبہ قبول کروں گا۔ اگر میرے در پر دستک دے گا تو دروازہ کھول دوں گا اور جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں یا

یہ گواہی تو دے یعنی اشھد ان لا الہ الا تو کسے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں اشھد ان محمد رسول اللہ یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی ابن ابی طالب میرے خلیفہ ہیں یعنی شہادتین کہے مگر شہادت ثالثہ کا انکاری ہو یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی علیہ السلام کی اولاد میں آئمہ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم تر جانا اور آیات و کتب کا انکار کیا پس اگر وہ میرا قصد کرے گا تو میں حجاب ڈال دوں گا۔ کور چشم ہوگا دل کا بھی اندھا ہوگا، معرفت سے محروم ہو جائے گا۔ اگر سوال کرے گا تو اس کو محروم رکھوں گا۔ اگر مجھے ندا دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا۔ اگر دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہیں کروں گا۔ اور اگر مجھ سے امید رکھے گا تو اس کی امید کو قطع کروں گا۔ یہ ہی میری طرف سے اس کے لئے جزاء ہے۔ اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ملاحظہ فرمائیں: اکمال الدین واتمام النعمۃ، ج ۱، ص ۲۵۸ طبعۃ جماعۃ المدرسین بقم المقدسۃ، اکمال الدین وتمام النعمۃ ج ۱، ص ۲۹۳ الباب السادس والعشر ون، ح ۳۔

ان تمام احادیث مبارکہ پر بنظر عمیق و دقیق غور وفکر کے بعد یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح واضح و آشکار ہوئی ہے کہ شہادتین کے ساتھ شہادت ثالثہ بلکہ شہادت رابعہ کا اقرار بھی واجب ہے بلکہ اوجب ہے۔

ایک طویل عرصہ سے منکرین ولایت مقصرین نے شہادت ثالثہ کی مخالفت میں ہرزہ سرائی وژاژہ خائی شروع کر رکھی ہے اور مومنین کرام کے عقائد و اعمال کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ جبکہ ہم نے شروع سے ہی اثبات ولایت میں قلم حقیقت رقم کو وقف کیا ہوا ہے الحمد للہ ہماری جہد مسلسل رنگ لا رہی ہے اور ہر جگہ اہل ایمان شہادت ثالثہ کا اقرار اپنی

عبادات میں فرمارہے ہیں۔

وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا بہت سے مراجع عظام مجتہدین کرام وعلماء اعلام نے جواز کے اوراستحباب کے فتوئے دیئے۔

ان تمام فتاوٰی شریفہ میں جامع ترین فتویٰ مبارکہ مکمل استدلالی بحث کے ساتھ عصر حاضر کے **جلیل القدر مجتہد اعظم مرجع شعیان جہاں مجد دملت فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ سماحۃ الشیخ محمد بن جمیل بن عبد الحسین حمود العاملی ادام اللہ ظلہ الشریف** نے فرمایا ہے یہ فتویٰ آپ کی ویب سائٹ پر موجود ہے آپ نے نہایت مفصل دلائل فقھی واجتہادی نظر کے ساتھ شہادت ثالثہ کے وجوب کا فتویٰ جاری فرمایا ہے افادہ مومنین کے لئے ہم پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں الحمد للہ ہمیں افتخار حاصل ہے کہ شہادت ثالثہ کی تبلیغ کرنے میں ہم سابقین الاولین میں سے ہیں۔آنے والا مورخ جب مبلغین ولایت کی تاریخ لکھے گا ہمارا نام انشاء اللہ سرفہرست ہوگا وَالسّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡن اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡن.

اوراب خداوند کریم نے بتائید حضرات معصومین صلوٰت اللہ علیہم اجمین وجوب شہادت ثالثہ اورشہادت رابعہ اشھدان فاطمه الزهراءؑ حجت الله على الحجج کی اشاعت تبلیغ بھی ہمارے مقدر میں فرمائی یہ عظیم ملکوتی ومعنوی سعادت سب سے پہلے ہمیں نصیب ہوئی ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

این سعادت بزور بازو نیست
تا نبخشند خدائے بخشندہ

ناشر ولایت
السید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی
۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله كماهو أهله ،والصلاة والسلام على البشير النذير سيدنا المعظم رسول الله محمد وعلى أ هل بيته المعظمين والهد اة المهد يين ، واللعنه السر مدية الا بدية على أ عدائهم ومبغضيهم ومبغضيى شيعتهم من الأ ولين والا خرين الى قيام يوم الدين---وبعد

ہم خداوند متعال کی مدداور توفیق سے شہادۃ ثالثہ کے لزوم پر ادلہ کو نقل کرتے ہیں شہادت الثالثہ اذان واقامت وتشہد نماز کے علاوہ باقی اعمال کی صحت اور قبولیت کی علامت ہے شہادت الثالثہ ہم اس موضوع پر استدلال کرتے ہیں۔

الوجہ الاول:

کتاب وسنت کے اطلاقات اور عمومات فضائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کے درمیان جو ربط اور تلازم پر دلالت کرتے ہیں ادلہ عقلیہ اور نقلیہ اور براہین قطعیہ سے یہ ربط اور تلازم ذاتی ہیں۔ان میں ہرگز انفکاک نہیں ہوسکتا جو کبھی جدانہیں ہوسکتے نہ اذان واقامت میں نہ تشہد الصلاۃ یا غیر تشہد سب میں تلازم ذکر نبیؐ و ولیؑ پایا جاتا ہے۔ بلکہ تمام مقامات روحیہ اور نفسیہ اور زمانیہ اور مکانیہ میں شہادات ثلاثہ میں جدائی کرنا ممکن نہیں شہادت توحید کو شہادت رسالت سے اور شہادت ولایت سے جدا ہرگز نہیں کیا جاسکتا یہ تینوں شہادات ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں آیات قرآن کریم اس مطلب پر تاکید کرتی ہیں جیسے آیات مباہلہ جو نصاریٰ نجران کے مقابل جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا پارہ 3 آیت 61 آل عمران۔ فَمَنْ حَآجَّكَ

فِیهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا. آیۃ تطہیر سورہ احزاب آیت 33۔

آیۃ اطاعت پارہ 5 النساء 59۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلاً .

بلکہ بے شک شہادتین بھی شہادت توحید ورسالت کا قیام اور صحت وتاکید شہادت ثالثہ پر ہی موقوف ہے اسی سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ شہادۃ الثالثہ وجوداً ارتباطاً وثبوتاً شہادۃ ثالثہ سابقہ دوشہادتیں اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ پر ولایت وجوب رکھتی ہے لیکن شہادت توحید اور شہادت رسالت رتبۃً شہادت ثالثہ سے پہلے ہیں اس حیثیت سے کہ جو توحید ونبوت اور رسالت کا ولایۃ کے ساتھ ارتباط ہے اگر ولایۃ امیر المومنینؑ امیر الموحدین، سید العارفین وقبلہ السائرین مولانا وامامنا المعظم ابی الحسن علی ارواحنا فداہ، علیہ افضل واز کی السلام نہ ہوتی تو خدا کی وحدانیت اور حق توحید خداوند متعال کی ہرگز معرفت نہ ہوتی اور اگر ولایت نہ ہوتی تو خدا کی عبادت اور حق عبودیت ادا نہ ہو پاتا جس طرح کہ اخبار کثیرہ میں وارد ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ اصل اور اساس توحید ونبوت حقیقت میں معارف ولایۃ الکبریٰ ہے۔ جو مولی الثقلین امام اکبر ناموس اعظم سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ظاہر ہوتی ہے پس بے شک کرامات

اور فضائل میں یکسانیت کا ہونا مستلزم ہے کہ ان دونوں کے درمیان جونسبت متساوی ہے یہ قانون متساوی کے عین مطابق ہے وگرنہ جو دلیل استثناء ہے ان کے درمیان وہ نبوۃ ہے وہ استثنیٰ ہے مقتضی حدیث منزلت ہے بے شک ہر فضیلت اور کرامات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام امام جو کہ زمان ہیں آپ کے لئے ثابت ہے۔ثقہ جلیل برقیؒ نے فیض بن مختارؒ سے نقل کیا ہے جو اس مطلب کی طرف اشارہ ہے۔امام نے اپنے آباء طاہرینؑ سے نقل فرمایا ہے قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وماأكرمني الله بكرامة الااكرمك مثلها اللہ نے کسی کرامت کو میرے لئے اکرام قرار نہیں دیا مگر اس کرامت کی مثل اے علیؑ آپ کو بھی کرامت عطا فرمائی یہ عبارت علم فنون سے آراستہ ہے بے شک مفہوم حصر جو اصول فقہ جعفریہ میں وارد ہوا ہے وہ مولا امیر المومنینؑ کے لئے عموم فضیلت اور کرامت ہے ان مصادیق فضیلت میں سے روشن ترین فضیلت ہے جو کہ وقت اور ہر زمانہ میں اعلان ولایت امیر المومنینؑ کو ثابت کرتی ہے۔عموم فضیلت اور کرامت کو عموم سے کوئی چیز خارج نہیں کرسکتی مگر نبوت تشریعیہ فقط وہ حدیث ہے جسے حدیث منزلت کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **يا على انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ الاانه لانبى بعدى** اور یہ مقام کرامت بالکل موافق آیۃ مباہلہ ہے جو درجہ اور منزلت واحد پر دلالت کرتی ہے انفسنا و انفسکم بغیر کسی تخصیص کے ان دونوں کے فضائل میں ثنویت رویت وجدائی نہیں پائی جاتی جو رسولؐ کے لئے ہے وہی اس کے ولیؑ کے لئے بلافصل ہے اور اگر فضائل میں یہ دونوں نفس واحد نہ ہوں تو پھر روح بھی واحد نہیں ہوگی بلکہ پھر دو

روحیں ہوں گی جبکہ احادیث شریفہ سے جو تعبیر کیا گیا ہے وہ روح واحد ہے۔ اشھد ان ار واحکم ونور اً واحدۃً (زیارات) جیسے ان کا نور واحد ہے پس پھر اللہ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام قرار پایا۔

حاصل بحث:

وہ اخبار اور روایات جو فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام پر دلالت کرتی ہیں ان روایات میں غور و تدبر کرنے کے بعد یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ ان دو شخصیات مبارکہ نورانیہ کے درمیان تلازم شرعی پایا جاتا ہے شیخ صدوق نے افراط تفریط کا (طعن کا مطلب ہے نیزے کا زخم) یعنی شیخ صدوق نے نیزے سے قائلین شہادت ثالثہ کو مجروح کیا طعن کا زخم دیتے ہوئے قائلین شہادت ثالثہ کو اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں غلات شمار کیا ہے۔ جن اخبار کو شیخ صدوق نے سامنے رکھ کر فتویٰ غلاۃ صادر کیا وہ سب کی سب اخبار آل محمد خیر البریہ پر دلالت کرتی ہیں اور مقصرین نے شیخ صدوق کے اس فتوے کو وحی سمجھ کر مان لیا ان کی یہ تقصیر ضعف وایمان اور کمی عمل و علمی وجہ سے ہے شیخ صدوق ؒ کا معصومینؑ کی نسبت عقیدہ کچھ یوں ہے کہ معصومین کی طرف سہو کی نسبت دی جاسکتی ہے۔ اور جنہوں نے اس نسبت سہو کو معصومینؑ سے دور سمجھا اور معصومینؑ کو سہو و نسیان مبرّا اور منزا جانا شیخ صدوق نے ان کو اول درجہ کے غلات کہا ہے۔

کیا عجیب بلکہ عجیب تر صادر ہوا ہے ان سے غفر اللہ تعالیٰ:

اچھا بالفرض ان کی نسبت صحیح ہو جوان کی طرف دی گئی ہے۔ کتنے دلیر اور بہادر ہیں

جنہوں نے معصومینؑ کو اس نسبت سے مبرا ومنزا سمجھا ہے اس فعل سے وہ غلات خارج از دین ٹھہرے جرم فقط یہ ہے کہ نبی اور آل نبی صلواۃ اللہ علیہم کو مبرا اور پاک سمجھا سہو سے ؟ کیا ہمیں نہیں معلوم کہ اس عقیدے کی کیا اساس ہے اور کس راستے کا انتخاب کیا ہے؟ اور قائلین سہو ونسیان باطل کا عقیدہ مسموم ہے جس میں تقصیر موجود ہو۔ ہم اس وقت کو نہیں بھولے جس وقت بڑی تیزی سے ان روایات پر شب خون مارا گیا جو صحت شہادت ثالثہ پر دلالت کرتی ہیں پس سبحان اللہ اس کا فتویٰ کیسے شہادت ثالثہ کو نقصان دے سکتا ہے عقیدہ ولایت اور شہادت ثالثہ ایسا سورج ہے کہ جو کبھی غروب نہیں ہوسکتا وہ ایسا نور کہ جس کو کبھی گرہن نہیں لگ سکتا وہ ہمیشہ روشن ہے منکرین کا کلام مسموم کعبہ کیونکہ اس کے دل میں ایک مرض ہے جس نے اس کے کلام کو وحی اور علمی قوی کا نتیجہ سمجھا اور وہ محمدؐ وآل محمدؑ کے مقابلے میں معصوم ہو گیا معاذ اللہ پھر شیخ بہائی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا کہ شیخ صدوق نے جن کی طرف سہو کی نسبت دی: شیخ بہائی رحمۃ اللہ عنہ نے فرمایا: جو بھول جانا ہے یہ نبی و اہلبیتؑ میں نسبت شامل نہیں ہیں یعنی اہل بیتؑ ، نبی علیہم السلام سے سہو و نسیان دور ہیں۔

الوجہ الثانی:

الاحتجاج میں طبرسیؒ نے جو قاسم بن معاویہ سے سند کے ساتھ روایت کی ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو انہوں نے وہ کونسی حدیث دیکھی ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ جب رسول اللہؐ نے عرش پر نگاہ کی تو لکھا ہوا تھا لا الـٰـہ الا اللـہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق تو امام نے فرمایا سبحان اللہ ہر چیز

دیکھی مگر یہ نہیں دیکھا میں نے کہا ہاں امام علیہ السلام نے پھر ارشاد فرمایا: جب اللہ نے عرش کو خلق کیا تو اس پر لکھا تھا لا الـه الا الـلـه محـمـد رسـول الـلـه عـلـی امیـر الـمومنین پھر اللہ نے کرسی کو خلق فرمایا اور اس پر لکھا، لا الـه الا الـلـه محمد رسـول الـلـه عـلـی امیر المومنینؑ ، پھر اللہ نے کتب کو خلق فرمایا تو اور ان پر لکھا لاالـه الا الـلـه محمدرسول الله علی امیرالمومنین اور جب اللہ نے کرسی کو خلق فرمایا تو اس کے چہار پائے پر لکھا لاالـه الا الـلـه مـحـمـد رسـول الله علی امیـر المومنین پھر جب اللہ نے لوح کو خلق کیا تو اس میں لکھا لاالـه الا الـله محمد رسـول الـله علی امیرالمومنین ،اور جب اللہ عزوجل نے اسرافیل کو خلق فرمایا تو اس کی پیشانی پر لکھا لاالـه الا الـلـه محمد رسول الله علی امیرالمومنین اور جب اللہ نے جبرائیل کو خلق فرمایا تو اس کے پروں پر لکھا لااله الا الله محمد رسول الـله علی امیرالمومنین ....آخر تک معصوم نے اس حدیث کو ارشاد فرمایا تو آخر حدیث میں یہ کلمات فرمائے۔فـاذا قـا ل احـد کم لا اله الا لله محمد رسول الله فلیقل علی امیر المومنین علیه السلا م پس تم میں سے کوئی ایک جب بھی لاالـه الا الـله محمد رسول الله کہے تو فوراً کہے عـلـی امیرالمومنینؑ ہم اس جلیل القدر روایت سے شہادۃ ثالثہ اور شہادتین کے درمیان تلازم کے وجوب کا استفادہ کرتے ہیں اس روایت جلیلہ سے وجوب شہادت ثالثہ ثابت ہوتا ہے برخلاف ان فقہاء کے جو اس روایت کو مرسلہ سند قرار دے کر محض استحباب کا فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں قاسم بن معاویہ مجھول الحال ہے اور ہم نے پچھلے ایام میں اس مسئلہ کے متعلق ان کے ساتھ کافی بحث ومباحث کی اور غور وفکر کے بعد ہم نے مطلب کو اس کے برعکس پایا جس

کی طرف یہ لوگ مائل ہو چکے تھے کیونکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ قاسم بن معاویہ جو قاسم بن برید بن معاویہ عجلی کہ وہ اصحاب امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے جلیل القدر اور عظیم المنز لت صحابی ہیں عام اصحاب سے اس کی توثیق کی گئی ہے قاسم بن معاویہ جو کہ قاسم بن بریدین معاویہ عجلی ہے اس مطلب کے متعلق چھ امور قابل ذکر ہیں۔

الامر الاول:

امام جعفر صادق علیہ السلام سے قاسم بن بریدؒ نے بہت سی روایت نقل کی ہیں بجائے اس کے کہ قاسم بن معاویہ کو اصحاب امام میں ذکر کیا جاتا ہے اطلاق لفظ قاسم بن معاویہ سے تبادر ابن برید بن معاویہ عجلیؒ کی طرف چلا جاتا۔ انحصار لفظ قاسم بن معاویہ کا قاسم بن برید کے ساتھ اس اعتبار سے کہ اصحاب امام میں ایک شخص اس نام کا ہے۔ پس اطلاق لفظ موجب انصراف قاسم بن معاویہ سے ابن برید کی طرف ہو گیا جبکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ پس وہ جہالت کی وجہ سے پکارا جاتا رہا۔ اور دوسرا یہ کہ مقام استدلال میں اس کی روایت سے اسقاط سے کام لیا جاتا رہا۔ قاعدہ ادلہ سنن کی اخبار تسامع فی ادلہ السنن کی وجہ سے ان روایت سے سختی سے کام لیا گیا۔ بعض لوگ جو اعلام منکرین تھے وہ وثاقت قاسم بن معاویہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے قاسم بن معاویہ کی اس مورد میں جو روایات ہیں وہ ولایت امیر المومنینؑ کو عرش و کرسی لوح، پیشانی اسرافیل اور جناح جبرائیل آسمانوں اور زمینوں پہاڑوں شمس وقمر عرض تمام کائنات عالم پر ثابت کرتی ہیں اور یہ اثبات ولایت لزوم اور وجوب پر مبنی ہیں نہ کہ استحباب کو ثابت کرتی ہیں اور وجوب ولایت کبریٰ جو عرش وفرش پر اپنا نقش رکھتی ہے یہ امر حقیقت در حقیقت غاصبین خلافت کے لئے خطرہ اور خلاف ہے لہٰذا وہ ان غاصبین خلافت و امامت کی

اتباع میں مضمون حدیث معراج میں تحریف کرنے کی کوشش میں رہے بلکہ انہوں نے معراج جسمانی کا انکار کر دیا اور معراج روحانی کے قائل ہو گئے تا کہ کرامت مخصوص امیر المومنین علیہ السلام کی نفی کر سکیں یہاں تک کہ اس تحریف کو دعائے ندبہ میں شامل کرایا اور ہمارے بعض کم علم شیعوں نے اس کو کتاب مفاتیح الجنان میں ذکر کر دیا مثلاً شیخ محمد ہویدی جو حزب الدعوۃ سے تھے۔

اور یہ تحریف شدہ عبارت نقل کردی و عرجت بروحه الیٰ سمائك درحقیقت اصل عبارت یہ تھی عرجت به الیٰ سمائك جب اس جملے کو دعائے ندبہ اور دوسرے مقامات میں شامل کر دیا گیا جبکہ اخبار جو اہل بیت علیہ السلام کے عظیم الشان فضائل نورانیہ مخصوصاً مولیٰ امیر المومنین علیہ السلام پر دلالت ہیں اس کے باوجود یہ علماء اعلام کیوں اس روشن اور درخشندہ امر کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور عنصر تحریف کو نسبت دیتے رہے ہیں اور جو دشمنوں کے ہاتھ سے ملتا رہا کتنی آسانی سے اس کے ساتھ کھیلتے رہے اور اس امر کی طرف متوجہ نہیں ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل شعشانیہ اور مقامات معنویہ کے متعلق جو اخبار کثیر دلالت کرتی ہیں۔ جس طرح کہ وہ اخبار اور ادلہ قطعیہ جو وجوب ولایت امیر المومنینؑ اور ان کی اطاعت کو تمام مخلوقات پر ثابت کرتی ہیں حتیٰ کہ جبرائیلؑ و اسرافیلؑ میکائیلؑ اور تمام انبیاء علیہم السلام پر واجب قرار دی ہیں اور انہوں نے اس سے بھی استفادہ نہیں کیا بلکہ الٹا ان روایات مبارکہ کو دلالت سے مہمل قرار دیا فقط سند روایت کو محاذ بنائے رکھا اور منابع فقہ کے حصول میں تجارتی مرض اور سستی کا شکار رہے دراصل عقیدہ کا مصدر حقیقی کتاب خدا اور موثوق الصدور احادیث ہیں جس پر ہماری نگاہیں جمی ہوئی ہیں۔ ان علماء کے ضعف عقیدہ اور کم علمی کے مقابل انشاءاللہ

خداوند متعال کے اذن کے ساتھ ہم حقیقت کو آشکار کریں گئے سبحان ربك رب العزت عما یصفون وسلام علیٰ سادةالمرسلین محمد وآله المطهرین صلوٰت انه علیهم اجمین

الامر الثانی: بے شک عرف عام میں اسم مترجم (راوی کے نام) کو اختصار کے ساتھ لینے کا رواج ہے جیسے قاسم بن معاویہ کو اس کے اصل نام قاسم بن برید بن معاویہ کا بدل ذکر کیا۔ یہی بات اعلام کے نزدیک موجب جہل اجل بنی یعنی یہ اختصار اس چیز کا باعث بنا کہ اصل شخص کی صحیح شناخت نہ ہوسکی عرف عام میں کسی شخص کو بھی اس کی جدّ کے ساتھ دوطریقوں سے منسوب کیا جاتا ہے ایک تو یہ اختصار اور کمی کے باعث باپ کا نام حذف کر دیا جاتا ہے اور دادا کا نام ذکر کر دیتے ہیں یا پھر اس کا باپ معروف نہیں مگر جدّ معروف ہے تو اس کو جدّ کے ساتھ ذکر دیا جاتا ہے کیونکہ لوگ اس کی جدّ (دادا) کو جانتے ہیں یہ سیرہ عقلائیہ جو آج تک ہمارے قوم قبیلوں میں رائج ہیں اور لوگوں کو یا تو ان کے نام سے یا ان کے قبیلے کے نام سے پکارتے ہیں خاندان کا نام جیسے حمود جو خاندان سے منسوب ہے یعنی خاندان حمود۔ ہمارے خاندان کے جدّ اعلیٰ حمود نسب ادریس الحسنی جو کہ شجرہ مبارکہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شاخ سے متفرع ہے اور اسی طرح آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی شخص کو آواز دی جاتی ہے تو اس کے خاندان کے بزرگ کے نام سے یا شہر اور قبیلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ **کتب حدیث میں بھی یہ امر ایسے ہی موجود ہے بہت سے تراجم رجالیہ کہ جن کا ذکر ان کہ اجداد کے ساتھ کیا گیا ہے**

اور ان کے آباء (والد کے نام) کو محذف کر دیا گیا ہے جیسے ابن زیات جبکہ اس کا مکمل نام اسم محمد بن حسین بن ابی خطاب یہ وہی زید ہے جس کی کنیت ہے ابی خطاب ہے محمد ابو

جعفر زیات کے ساتھ پس اس کو لقب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اسی طرح محمد بن حسن بن یوسف بن علی بن مطہر حلی جن کا لقب ہے فخر المحققین ہے مگر ان کی شہرت اپنے جدّ اعلیٰ کے نام سے ابن مطہر حلی پائی ہے اور اسی طرح جو اسم، فاطمی، علوی کاظمی، حسنی، حسینی، اور موسوی کہ ساتھ تمام سادات خود کو منسوب کرتے ہیں پس چونکہ وہ خود کو اپنی جدّ اعلیٰ اور جدّ ۃ علیا کے ساتھ خود کو منسوب کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے ھذا سید علوی یہ علوی سید ہے یا یہ فاطمی، یا حسنی یا حسینی یا موسوی سید ہے، بغیر اس کے کہ ان کو اپنے حقیقی اور صلبی باپ سے منسوب کیا جائے اختصار اور شرافت عظمت کی وجہ سے ان کو ان کی جدّ اعلیٰ کی نسبت سے یاد کیا جاتا ہے یا اس طرح کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں اور ان کے قائلین موجود ہیں اور بے شک کتاب کافی کی روایت میں اس عمل کی تاکید کی گئی ہے اس باب میں اگر کوئی دعویٰ امامت کرے اور وہ امام نہ ہوگا۔ تو امام صادق علیہ السلام نے آیت کی تفسیر میں فرمایا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ امام نے فرمایا ہر وہ جو گمان کرئے کہ امام ہے جبکہ وہ امام نہیں راوی نے امام کے لئے کہا بے شک وہ علوی یا فاطمی ہو یہاں آپ نے اسم کو حذف فرمایا اور اس کے بدل میں اسم جدّ راوی کی طرف سے سہواً یا عمداً اشتباہ ہوا ہے۔

حاصل بحث یہ ہے:

کہ محامل کے لئے (جس طرح کہ ہم نے اشارہ کیا ہے) اسم جد کے ساتھ کثرت رواج پیدا کرنا موجب جہالت محامل ہوتا ہے فقط اس کے جدّ کا ذکر کر دیا جاتا ہے اور صلبی باپ کا ذکر نہیں کیا جاتا اس وقت قرائن معنیہ اور ہویت محدودہ تراجم کے ساتھ اسماء کی تشخیص کرنی چاہیے اور اسناد اخبار میں جو شروط وثاقت ہیں ان کی بناء پر اس کو حذف اور ساقط

نہیں کیا جا سکتا۔

الامر الثالث: ان اعلام سے چشم پوشی کرتے ہوئے جنہوں نے قاسم بن معاویہ کو ضعیف شمار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک قاسم بن برید بن معاویہ کی وثاقت اور جلالت میں کوئی شک نہیں جس طرح کہ ہم نے امر اول میں بھی ذکر کیا ہے کیونکہ ہم اس راستے پر چلے ہیں جس پر فقہاء متقدمین چلتے تھے اور وہ راستہ ہے حجیت خبر وثوق الصدور کا آیات اخبار کے قرائن سے اس کی صحت ثابت ہے پس خبر پر عمل قوت سند پر نہیں بلکہ قیام قرائن جو خبر کی صحت کو ثابت کرتے ہیں کیا جائے گا۔

جس کی اخبار میں تاکید کی گئی ہے کتاب اور اخبار عام کو ان قرائن پر دیکھا جائے گا جو اخبار موافق کتاب ہوں گی ان کو اخذ کر لیا جائے گا اور جو مخالف کتاب ہوں گی پھر ان کو اخبار عامہ کے ساتھ رکھو جو ان کے موافق ہو (یعنی مخالفین کے موافق ہوں) ان کو دیوار پر دے مارو یعنی چھوڑ دو، رد کر دو اور جو ان کے مخالف ہوں ان کو لے لو اور ہم نے جس طرح پہلے راستہ کو معین کیا ہے کہ اخبار پر عمل وثوق الصدور صدور کے اعتبار سے کیا جائے نہ کہ اخبار کے ثقہ ہونے کی غرض سے عمل کیا جائے اور وہ مسلک اور سیدھا راستہ جو موافق کتاب اور اخبار الامرة العرض ہے غرض سے ہمارا مطلوب یہ ہے کہ خبر کتاب پر دلالت کرتی ہو پھر اخبار عام پر صرف سند کے لحاظ سے درست ہونا مطلوب شرعی نہیں ہے۔ بے شک سند صحیح قبول خبر کے لئے ان قرائن معینہ میں سے ایک قرینہ ہے یعنی صحت سند علت عامہ نہیں بلکہ جزو علت ہے پس سند لی جاتی ہے اس قرینہ کی طرف جو دلالت میں مددگار رہوتا ہے۔ سند دلالت کے لئے متعین نہیں ہے بے شک یہ نہایت ہی غور طلب اور دقیق مسئلہ ہے۔

الامر الرابع:

ہم نے ابھی جو ذکر کیا ہے اس کے ساتھ اور اضافہ کرتے ہیں کتاب الاحتجاج میں جو حدیث شریف شہادۃ ثالثہ امیر المومنینؑ علیہ السلام کے متعلق ہے بے شک وہ حکم اعتقادی کی طرف اشارہ کرتی ہے حکم فرعی کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔

پھر یہ کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ خبر مذکور مرسلہ ہونے کی وجہ سے باب فقہ میں بطور دلیل نہیں آسکتی؟ جس طرح اعلام نے اشارہ کیا ہے کثیر اعلام سے بہت یہ بڑی خطاء واقع ہوئی ہے اگرچہ سب اس عمل میں شریک ہیں مگر ہم پر ہمارے رب عظیم نے اپنے فضل سے جو کرم کیا ہے کہ ہم نے ولایت امیر المومنین علیہ السلام اور حجۃ القائم علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا اثبات کیا ہے اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں کی بے شک شہادۃ ثالثہ خانہ عقائد میں داخل ہے فقہ میں نہیں اور اعتقادی امر خبر کی قوت سند کی محتاج نہیں جب کتاب خدا وجوب ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام اور اہل بیتؑ علیہم السلام پر دلیل ہیں جیسے قرآن کی آیات بلاغ و اکمال، پارہ ٦، مائدہ، آیت ٦٨۔ **بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ** اور **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا**۔ اور دوسری آیات جو اعتقاد ولایت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور بے شک ولایت کا منکر کافر ہے لہذا کسی خبر صحیح کی ضرورت نہیں جو ہم کو اس بات کی رخصت دے کہ شہادتین پر شہادۃ ثالثہ کا اضافہ جائز ہے شہادۃ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے درمیان لازم ہے پس ان تینوں کی ولایت کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں اس حیثیت سے کہ جب بھی اللہ اور رسول کا ذکر کیا جائے وہاں امیر المومنینؑ اور اہل بیتؑ کا ذکر واجب ہے پس اگر مومن عارف گواہی والا اضافہ کرے (اذان و اقامت یا تشہد الصلاۃ

شہادۃ الاولیٰ پر الھـاًواحـدًفـرداًصـمـداًحیـاًقیـومـاًابـداًسـرمـداًلـم یتخذصاحبۃ ولا ولداً...... ہرگز گناہ نہیں اور نہ اللہ کی طرف سے اس اضافہ کی وجہ سے سزا کا مستحق قرار پائے گا اور اس طرح اگر مومن اضافہ کرے شہادۃ ثانیہ پر جیسے اللہ کا قول ہے

اَرۡسَـلَ رَسُـوۡلَـہٗ بِـالۡھُـدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡن ......واشھـدان رحـمۃاللعالمین وسراج المبین و عصمۃ الـدیـن ورسول رب العالمین اس تعظیم کی وجہ سے وہ گناہ گار قرار نہیں پائے گا یہ تو نور اور حق ہے یہ لوازم شھادتین مستحب شمار ہوگا۔بخلاف شھادت ثالثہ بے شک شھادت متلازم ہے ان کے ساتھ جو اس سے پہلے شھادتین کے ساتھ مقدم ذکر ہے۔پس وجوب شرعی یا لزوم عرض عقلی پس شھادت ثالثہ ان دونوں (شھادتین) کے لوازم میں سے ہے بلکہ شہادت رسولؐ خدا، امیرالمومنینؑ اور رسولؐ اور اہل بیتؑ کی شھادت لوازم شھادت الاولیٰ توحیدی میں سے ہے۔اس حیثیت سے کہ وہ شھادۃ الاولیٰ کا جز ہے اور جائز ہے شھادۃ ثالثہ الاولیٰ اور ثانیہ سے نکلتی ہے آیت اطاعت اس کی مثال ہے **اَطِیۡـعُـوا الـلّٰـہَ وَاَطِیۡـعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُوۡلِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُم**) اطاعت رسول متفرع اطاعت اللہ ہے اور اطاعت ولی متفرع اطاعت رسول ہے یعنی اطاعت رسول دراصل اطاعت خدا سے اور اطاعت ولی اعظم حضرت امیرالمومنین اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہاں شھادۃ ثانیہ اور ثالثہ کیونکہ وہ عقائدی ہے اور اگر ہم عنصر عقائدی کو اخذ کرنا چاہیں اس لحاظ سے کہ وہ مقدم ہے۔تو پھر ہم اعلان ولایت امیرالمومنینؑ اور اہل بیتؑ کے لئے قوائد رجالیہ اور فقھیہ کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ آیات قرآنی اور اخبار جو کہ حد تواتر سے

زیادہ اعلان وجوب ولایت پر دلالت کرتی ہیں۔تو پھر ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ایک خبر کے ساتھ اذان واقامت میں صحت ولایت کو ثابت کرتے ہیں بلکہ امر عقائدی کو نماز واذان واقامت میں ذکر کرنا واجب ہے اور بعید نہیں کہ ابوذرؓ،سلمانؓ،بھی امیر المومنینؑ کی ولایت کا اعلان تحت عنوان ولایت عقائدی کرتے ہوں نہ کہ تحت عنوان فقھی تشریعی حکم عقائدی اور حکم فریضیہ الفقھیہ کے درمیان واضع فرق موجود ہے جب اذان اقامت تشھد صلاۃ میں حکم عقائدی داخل ہوجاتا ہے تو پھر حکم تشریعی اسکو حرام قرار نہیں دے سکتا شھادۃ ثالثہ کو ہمارا حکم عقائدی دینا موارد مذکور میں یہ ہمارا اعلان نہ اپنی طرف سے بدعت ہے بلکہ بذاتہ مقنن اور مشرع ہے قبل اس کے آیات محکم اور سنت نبی اس پر دلالت کرے اوراور اس کو ثابت کرے بخلاف ہر اس چیز کے کہ جو فقہ میں فرض کی حیثیت سے داخل ہو بغیر عنوان فقھی اس کو شریعت حرام قرار دیتی ہے حکم عقائدی کا بیان ہر زمانے میں اور ہر مقام پر واجب اور ہمارے موارد کے خلاف کی طرح ہر مورد میں واجب ہوتی ہے یہ غور طلب امر ہے یہ اللہ کے الطاف میں سے ہے ولـلــه الـحـمـد والشکر ولا هل بیته الفضل والمنة اور حمد وشکر اللہ کے لئے ہے اوراس کی اہل صعب فضل اور کرم ہے۔

الامر خامس:

بے شک طبرسیؒ کی اپنی روایات میں نفس توثیق موجود ہیں کتاب احتجاج میں جو روایات موجود ہیں یہ خود توثیق شدہ ہیں عدالت ثقہ کی وجہ سے یہ موجب قبول روایت ہے اور یہ جہالت سے نکال کر وثاقت کی طرف لے جاتی ہیں جس طرح کہ جزءاوّل کتاب میں شیخ نے خود صریحاً بیان کیا ہے۔بقولہ جو ہم نے کتاب احتجاج میں وارد کیا ہے اکثر اخبار کی

اسناد کو ہم نے نہیں پایا کیونکہ ان پر اجماع موجود ہے یا موافق اجماع ہیں چونکہ ان پر شہرت اور عقول دلالت کرتی ہیں اور کتب بین المخالف اور موافق مگر جو ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام سے وارد ہوا ہے وہ شامل شہرت نہیں کیونکہ جس حد تک اس کے علاوہ دوسری روایت شہرت رکھتی ہیں وہ نہیں رکھتی بے شک ان کی مثل جن کو مقدم ذکر کیا ہے اسناد کے ساتھ خبر اول میں اور جو اسناد نہیں رکھتی وہ ان روایات کے علاوہ ہیں بے شک خدا اس پر رحمت کرے کہ اس نے روایت کو ذکر نہیں کیا مگر جو اجماع شہرت عظیمہ اور عقول قطعیہ سے ثابت ہیں۔

اس اعتبار سے کہ وہ ہماری شریعت میں ضروری ہیں اس کا مصیر اور انجام کار وہی مفسر قمی جیسا ہے اور کامل الزیارت میں ابن قولویہ قمی نے جتنی روایات کو نقل کیا ہے۔ وہ تمام اخبار صحیحیہ ثقات سے نقل کی ہیں جس طرح طبرسیؒ نے کام کیا ہے اور اکثر اعلام نے روایات علی بن ابراہیم قمی اور ابن قولویہ کو قبول کیا ہے کہ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے تو پھر طبرسیؒ کو ان دونوں کے برابر کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا اگر ان کی روایات کو حذف اسناد کے ساتھ قبول کیا جاسکتا ہے تو طبرسیؒ کی روایات پر اعتماد کیوں نہیں کیا جاسکتا جبکہ اس نے حذف اسناد پر اعتماد کیا ہے اجماع شہرت اور عقل محکم کی دلالت کی بنا پر پس کیا باء قمی اور ابن قولویہ جر دیتی ہے اور باء طبرسیؒ جر کیوں نہیں دیتی۔

خلاصہ کلام:

احتجاج طبرسی کی روایات ہمارے نزدیک صحیح ہیں اور جن جہات کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ان کے لحاظ سے وہ مرسلہ نہیں ہے اور وجوب تلازم بین شہادات ثلاث ان کے ساتھ استدلال کو مکمل کیا جاسکتا ہے واللہ قصدنا والیہ ومرجعنا والحجہ

القائم و سلیتنا و معنینا ہمارا ارادہ اللہ کے لئے ہے اور ہم اسی کی طرف لوٹائیں جائیں گے اور حجۃ قائم علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف ہمارا وسیلہ اور مددگار ہے۔

چھٹا امر:

بے شک اصول حدیث وقواعد کے لحاظ سے خبر احتجاج صحیح سند ہیں۔ عمل مشہور ضعف سند کا جبران کر کے اس خبر کو تقویت بخشتا ہے کیونکہ خود عمل مشہور خبر ضعیف پر خبر کی توثیق عملی ہے پس وہ ثقہ ثابت ہوجاتا ہے اور روایت موضوع حجیت خبر میں داخل ہوجاتی ہیں یا پھر کم از کم دلالت خبر کے مطابق واقع قرار پاتی ہے اور اگر عمل مشہور مخبر کے لئے توثیق عمل نہیں ہے بناء رکھتے ہوئے اسی امر پر عملی مشہور حجیت خبر پر دلالت کرتا ہے اور نہیں ہے مخبر کے لئے اس حیثیت سے کہ وہ مخبر ہے بلکہ وہ خبر دینے والا ہے جو ہم نے کہا وہ شاھد ہے کہ اگر ہم اس کو درست نہیں پاتے جو حدیث امام معصوم سے ہمارے لئے نقل کی گئی ہے جو نقل کیا گیا ہمارے لئے وہ صحیح اور واقع کے مطابق ہے ہم اس کی تاکید کرتے ہیں ہمارے لئے اس کو رد کرنا اور جھٹلانا بغیر جستجو کے ہرگز جائز نہیں بلکہ ہم پر واجب ہے کہ اس کی تصدیق کریں جو اس سے خبر دی گئی ہے کیونکہ جس طرح خبر واحد کی حجیت کے لئے وثاقت مقتضی تصدیق ہے جبکہ کتاب کریم سنت طاہرہ اس کی حجیت پر دلالت کرتی ہے اور ہر وہ جو نقل کیا جائے یا جس سے خبر دی جائے اس کی تصدیق کرنا ہمارے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے موافق واقع ہونا شرط ہے اور یہ امر دشوار ہے تاکہ واقع کے ساتھ موافقت کو ثابت کر سکیں پس عملی مشہور ایک طرح کا موجب اطمینان ہے جس طرح وثوق صدور امامؑ سے موجب اطمینان ہے۔

الوجہ الثالث: شھادۃ ثالثہ کے لزوم پر جو اخبار دلالت کرتی ہیں وہ اخبار دو طرح کی

ہیں ایک اخبار عامہ اور دوسری اخبار خاصہ اخبار عامہ کو ابن مسعودؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ ایک طویل حدیث میں فرمایا بے شک جنت کے ابواب پر لکھا ہوا ہے لاالـه الاالـله محمد رسول الله علی ولی الله اور بے شک لکھا ہوا ہے جس نے عروۃ الوثقیٰ سے تمسک کا ارادہ کیا تو وہ اس عروۃ الوثقیٰ کو ترک نہ کرے اور فوراً کہے لا الـه الا الـله محمد رسول الله علی ولی الله اس کو روایت کیا ہے۔ حافظ جمال الدین محمد بن احمد حنفی موصلی مشہور ابن حسنو یہ متوفی 680ء اپنی کتاب بحر المناقب میں اور نسائی متوفی 303ء نے الفضائل میں اس روایت کو نقل کیا ہے پھر الموفق بن احمد متوفی 568ء نے اپنی کتاب مقتل الامام حسین علیہ السلام اور شہید ثالث قاضی نور اللہ حسینی شوشتری نے اپنی عظیم کتاب احقاق الحق کے جزءورابع میں نقل کیا ہے

البتہ اخبار خاصہ جن کو نقل کیا گیا اور اخبار خاصہ کم نہیں بے شک اخبار تواتر کے ساتھ شھادۃ ثالثہ کو شھادتین کے ساتھ آشکار دلالت کرتی ہیں اور اگر کوئی چاہے تو بحارالانوار جلد 27 باب امامت کی طرف رجوع کر سکتا ہے بے شک ان کے اسماء عرش، کرسی، لوح، ملائکہ، کی پیشانیوں، باب جنت پر لکھے ہوئے ہیں بحار میں دوسرے مصادر سے بھی جو احادیث نقل کی ہیں وہ حد تواتر سے زیادہ ہیں اگر چہ ان اخبار کی دلالت مطلق شھادۃ ثالثہ کو شہادتین کے ساتھ گواہی دینے کو بیان کرتی ہے جس طرح کہ خبر احتجاج اور دوسری اخبار اطلاق کو بیان کرتیں ہیں اور یہ اخبار ان اخبار سے زیادہ آشکار اور روشن ہے جن کو شیخ طوسیؒ اور شیخ صدوقؒ نے شاذ شمار کیا ہے اور ان کو مفوضہ کی کارستانی جانا ہے۔

خلاصہ کلام: یہ جو تمام افترائات اور بدگمانیاں ہیں ان کا تحقیق وغور وفکر وتدبر عرفاً شیعہ سے صادر ہونا سزاوار نہیں ہے شیخ صدوقؒ اور طوسیؒ نے کس وجہ سے ان کو شاذ شمار کیا

ہمیں معلوم نہیں ماسوائے اس کے کہ ان کا کہنا ہے کہ یہ مفوضہ کی صنعت کاری ہے یہ ان کا کام ہے ان دونوں کا دعویٰ فقط غبارے میں ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں اور نہ ہی یہ بھوک سے سیر ہونے والے ہیں بلکہ شیخ صدوق کی عادت ہے جو اس کی فقہ کے موافق نہ ہو اس کو شاذ یا مفوضہ یا غلات میں شمار کر دیتے ہیں اور جنہوں نے عصمت نبیؐ اور ولیؑ کو سہو سے مبرا و منزہ جانا ہے انہوں نے ان کو غلات اور مفوضہ میں شمار کیا ہے پس کیسے ممکن ہے ان کے دعویٰ پر اعتماد کریں جبکہ وہ ہمارے غالی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں یعنی ان کے فتویٰ کے اعتبار سے ہم نجس اور کفار میں سے ہیں اور جن جن روایات کو ضعیف سند کہا اور ان روایات کو شاذ سے متصف کیا ہے یہ سوائے اجتہاد شخصی ذاتی کے علاوہ کچھ نہیں وہ ان پر حجت ہیں مگر ہم پر وہ حجت نہیں ہیں۔ کیا وہ احادیث کتب اوائل امامیہ پہلے کی کتب میں موجود نہیں تھی کسی نے ان کو یعنی شیخ صدوقؒ وطوسیؒ سے پہلے شاذ شمار نہیں کیا جس طرح کہ انہوں نے واجب قرار دیا ہے کہ ہر خبر شاذ کو رد کر دو جبکہ اس خبر شاذ کو رد کرنا چاہیے جو مخالف کتاب خدا اور ضرورت قطعیہ ہو اور ہمیں معلوم ہے کہ اخبار قطعیہ شھادۃ ثالثہ موافق کتاب، و اخبار جو اقتران شھادۃ امیر المومنینؑ مع شھادتین پر دلالت کرتی ہیں۔ پس ان میں کوئی شاذ نہیں اور ان میں کوئی شک نہیں پاتے پھر کہاں سے شاذ آ جاتا ہے پتہ تو چلے ؟ بناء اس پر رکھی گئی کہ شاذ جو مخالف ہو اگر چہ اس کو مشہور نے ذکر ہی کیوں نہ کیا ہو اور اگر خبر شاذ کا راوی ثقہ ہو تو اس امر کو ہر فقھی کے اجتھاد کی طرف لوٹا دو پس وہ اپنی دلیل کے تحت اس کے شاذ ہونے کو دیکھے گا پھر ضروری نہیں کہ دوسرے بھی اسی دلیل سے اس کو شاذ تسلیم کریں البتہ (شیخ صدوقؒ اور شیخ طوسیؒ) کا اخبار شاذ کو رد کرنا اس تعریف کے مطابق ہے جو ان دونوں نے خبر شاذ کی تعریف کی ہے۔ کیا وہ سند کے اعتبار سے شاذ ہے

یا دلالت کے لحاظ سے شاذ ہے جس طرح فصول اذان میں دونوں کے کلام کے درمیان اپنی کتب الفقیہہ اور استبصار میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے باوجود اس کے کہ آل محمدؑ خیر البریہ اور امیر المومنینؑ ولی اللہ ہیں یہاں پر واجب ہے معنیٰ شاذ کو توضیح کے ساتھ بیان کیا جائے اور اس کا علیٰ الفرض نتیجہ حاصل کریں شاذ کی تعریف میں اختلاف واقع ہوا ہے کچھ کو ہم بطور اجمال ذکر کرتے ہیں۔

الرای الاول پہلی رای شاذ وہ ہیں:

کہ جس کو ثقہ راوی روایت کرے برخلاف اس کے کہ جس کو اکثر نے نقل کیا ہو اور وہ خبر ہے رسالۃ الدرایۃ میں شہید ثانیؒ اور جامع المقال میں شیخ بہائیؒ اور علامہ طریحیؒ نے ذکر کیا ہے۔

الرای الثانی بے شک شاذ وہ ہے:

کہ جس کی سند صحیح غیر مشہور ہو پس اگر دو روایتیں جو سند کے لحاظ سے صحیح ہوں نقل کی جائے مگر ایک اپنے مضمون میں مشہور ہو اور اس پر مشہور نے عمل بھی کیا ہو اور دوسری روایت غیر مشہور ہے اپنے مضمون میں اگر چہ مشہور پر عمل نہیں کیا جاتا پھر دوسری شاذ ہوگی یہ دونوں آراء معیار کے مطابق نہیں اور آیت و روایت ان پر شاھد نہیں ہے بلکہ یہ دونوں تعاریف جامع اور مانع نہیں ہیں کوئی بھی آراء موافق کتاب و سنت معصومینؑ نہیں کتاب و سنت کے ساتھ ان کو معین نہیں کیا گیا اور ان دونوں آراء کے مقابل روشن حقیقت سے پردہ نہیں اٹھتا۔ ہم (بحمد اللہ تعالیٰ) ایک ایسا درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں کہ دقیق طریقے سے صحیح سے شاذ کی معرفت ہو سکے کہ جو امام جعفر صادق علیہ السلام اور باقی ائمہ ھدیٰ و مصابیح الدجیٰ علیہم السلام سے وارد ہوا ہے اور ہم حق کے ساتھ معرفت شاذ کو واضع

واشکاراور ساطع انور کریں گےاوروہ ہے الخبر الذی لیس علیه شاهد من آیة او روایة) وہ خبر جس پر آیت اور روایت شاھد نہ ہواور جو ہماری اخبار شریفہ میں آیا ہے اس کے عین مطابق کہ جب تمھارے سامنے دو احادیث مختلف آئیں تو ان کو قرآن کے ساتھ دیکھو اگر وہ موافق قرآن ہے تو اس کو اخذ کرلو اگر مخالف کتاب اللہ ہے اور اگر دونوں کو مخالف کتاب اللہ پاؤ تو دونوں کو اخبار عامہ کی طرف لوٹا دو اور جو ان کی اخبار کے موافق دیکھو ان پر دقیق نظری سے کام لو اور جو ان کے مخالف دیکھو اس کو اخذ کرلو جو عامہ کے موافق اس کو چھوڑ دو۔

اصول کافی میں ابن ابو یعفور نے نقل کیا ہے میں نے حضرت ابا عبداللہ علیہ السلام سے اختلاف احادیث کے متعلق سوال کیا: جو ہم روایت کرتے وہ حدیث جس کو ہم وثوق کے ساتھ پاتے ہیں اور ان میں ہم بعض کو وثوق کے ساتھ نہیں لیتے؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے سامنے حدیث آئے اور تم اس پر کتاب یا قول رسولؐ سے اس کے لئے شاہد پاؤ تو اسے اپنا لو وگرنہ وہ جو تم پر نقل کرتا ہے وہ اس کو بہتر جانتا ہے بے شک خبر ابی یعفور کی روشنی میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کونسی خبر قابل قبول ہے اور کس کو ردّ کرنا ہے جو موافق کتاب اللہ ہے تو اس کے لئے ترجیح ہے اس کے لئے کسی وثاقت کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس کے متعلق سوال ہے جو وثوق سے حاصل کرو اس پر عمل کرو اور جس کے متعلق وثوق نہیں اس میں روایت ثقہ اور غیر ثقہ کا سوال پیدا ہوتا ہے اس تعریف مقدم سے ہم نے اخبار شہادۃ ثالثہ کو شاذ کے دائرے سے خارج کر دیا ہے۔

حاصل بحث:

وہ اخبار خاصہ مطلقہ جو شہادۃ ثالثہ اور شھادتین کے درمیان ربط کو پیدا کرتی ہے وہ اخبار کہ

جن کو شیخ طوسیؒ نے شاذ کہہ کر ردّ کر دیا جبکہ وہ اخبار صریحاً اور واضع طور پر عدم انفکاک شہادۃ ثالثہ اور شھادتین کو بیان کرتی اور وہ اخبار اذان میں شھادۃ ثالثہ کے لزوم وجوب کو بیان کرتی ہیں۔خود شیخ طوسیؒ وعلامہؒ اور شہیدؒ کے علاوہ دوسرے علماء نے اقرار کیا ہے کہ یہ احادیث واخبار شھادۃ ثالثہ پر دلالت کرتی ہیں مگر ان کو شاذ کہہ کر ردّ کر دیا گیا۔مگر وہ حجیت سے خارج نہیں ہیں اور بے شک حجیت فصول اذان اور اقامت میں ہے فقط ان کو دور کرنے سے لازم نہیں آتا کہ ان پر عمل نہ کیا جائے ان کے دور میں یا ہمارے دور میں یا بعد والے زمانے میں وہ اخبار جو خاص طور پر شہادۃ ثالثہ پر دلالت کرتی ہیں کہ شھادۃ ثالثہ اذان میں بعد از شھادتین بطور جزئیت ہے۔جن کو عالم مستبصر النحریر علامہ شیخ عبد اللہ مراغی مصری جو علماء قرن ہفتم میں سے تھے انہوں نے اپنی کتاب سلافۃ فی امر الخلافہ میں نقل کیا ہے یہ کہ جناب سلمان فارسی رضی للہ عنہ حجۃ الوادع کے بعد اذان واقامت میں شھادۃ ثالثہ کے بعد شھادۃ ولایت امیر المومنینؑ کا اعلان کرتے تھے اسی طرح ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مولیٰ ایک ایسا امر سننے میں آ رہا ہے جو پہلے کبھی نہیں سنا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ نے فرمایا وہ کون سا امر ہے تو سائل نے کہا سلمان اذان میں بعد از شھادۃ رسالت شہادۃ ولایت دیتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم بہتر سنتے ہو۔اسی کتاب میں ذکر ہے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک ابوذر رضی اللہ عنہ شھادۃ ثالثہ کو اذان میں ذکر کرتا ہے اور ولایت کے ساتھ علیؑ کی گواہی دیتا ہے اور کہتا ہے اشھد ان علیاً ولی اللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ،کیا تم غدیر خم میں میرا قول بھول گئے ہو من کنت مولا ہ فعلی مولاہ جس نے اس

سے روگردانی کی اس نے اپنے آپ سے منہ پھرلیا۔اور بہت سی روایات ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ہم وقت کی نزاکت کی وجہ سے ان تمام کا ذکر نہیں کر سکتے اور ان دو روایات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

پہلی حدیث: اصول کافی کے جز اول باب مولد النبی میں کلینیؒ نے روایت کی ہے۔

سنان بن طریف عن ابی عبدالله الصاد ق علیه السلا م قال : قال:انا اول اهل بیت نبوة الله با سما ئنا انه لما خلق الله السما وات والا رض امر منا دیا فنا دی اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ثلا ثاً اشهد ان علیاً امیر المو منین حقاً ثلا ثاً۔

ملاحظہ فرمائیں: (۱) الکافی ج۱،ص 441، ح8، وعنہ البحار ورواہ الصدوق فی امالیہ 483، ح4۔

(۲) الامالی لشیخ الصدوق المجلس الثامن والثمانون، ح۴،ص۷۰۱ طبعۃ موسۃ البعثۃ قم المقدسۃ۔

مولائے کائنات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے موثقہ طریف نے نقل کی ہے آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا، اہل بیت علیہم السلام میں سب سے پہلے مجھے اللہ نے اپنے اسماء سے نوازا بے شک جب نے اللہ زمین وآسمان کو خلق فرمایا تو ندا دینے والے کو حکم ہوا پس اس نے ندا دی اشھد ان لا الہ الا اللہ تین مرتبہ اشھد ان محمد رسول اللہ تین مرتبہ اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً تین مرتبہ۔

دوسری حدیث:

قال رسول صلی الله علیه وآله وسلم حد ثنی جبرئیل عن رب

العزة جل جلا له انه قال:من علم ان لا اله الا انا وحدی وان محمدؐ اً عبدی ورسولی وان علی بن ابی طالب خلیفتی، وان الا ئمة من ولده حججی اد خله الجنة بر حمتی ونجیته من النا ر بعفوی ،ومن لم یشهد ان لا اله الا انا وحدی او شهد بذ لك ولم یشهدان محمداً عبد ی ورسولی اوشهدبذلك ولم یشهدان علی بن ابی طالب خلیفتی او شهد بذلك ولم یشهدان الا ئمة من ولده حججی فقدجحد نعمتی وصغرعظمتی وکفربایا تی وکتبی ان قصدنی حجبته وان سالنی حرمته وان نادا نیی لم اسمع نداء وان دعا نیی لم استجب دعاء ه وان رجانی خیبته وذلك جزائوه منی وما انا بظلا م للعبید ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے جد پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو علم ہے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں اور علی علیہ السلام میرے خلیفہ ہیں اور ان کی اولا د سے جو آئمہؑ ہیں وہ میری حجت ہیں تو اس شخص کو میں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا اور اپنے عفو سے اس کو دوزخ سے نجات دوگا اپنے قرب کی اسے اجازت دوں گا۔اس کے لئے کرامت کو واجب اور اس پر اپنی نعمت تمام کروں گا اس کو اپنے خواص اور خالص بندوں میں قرار دوں گا اگر وہ مجھے پکارے گا تو جواب دوں گا اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب کروں گا اگر مجھ سے مانگے گا تو عطا کروں گا۔اگر خاموش رہے گا عطائے رحمت میں خود ابتداء کروں گا اگر مایوس ہوگا تو اس پر رحم کروں گا۔اگر دور ہوگا تو اسے

اپنے قرب سے تو بلاؤں گا اگر میرے پاس لوٹ کر آئے گا تو اس کی توبہ قبول کروں گا۔ اگر میرے در پر دستک دے گا تو دروازہ کھول دوں گا اور جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں یا یہ گواہی تو دے یعنی اشھد ان لا الہ الا تو اللہ کہے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں اشھد ان محمد رسول اللہ یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی ابن ابی طالب میرے خلیفہ ہیں یعنی شہادتین کہے مگر شہادت ثالثہ کا انکاری ہو یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی علیہ السلام کی اولاد میں آئمہ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم تر جانا اور آیات وکتب کا انکار کیا پس اگر وہ میرا قصد کرے گا تو میں حجاب ڈال دوں گا۔ کورچشم ہوگا دل کا بھی اندھا ہوگا، معرفت سے محروم ہو جائے گا۔ اگر سوال کرے گا تو اس کو محروم رکھوں گا۔ اگر مجھے نداء دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا اگر دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہیں کروں گا اور اگر مجھ سے امید رکھے گا تو اس کی امید کو قطع کروں گا۔ یہ ہی میری طرف سے اس کے لئے جزاء ہے۔ اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ملاحظہ فرمائیں: اکمال الدین واتمام النعمۃ، ج۱،ص۲۵۸ طبعۃ جماعۃ المدرسین بقم المقدسۃ، اکمال الدین وتمام النعمۃ ج۱،ص۲۹۳ الباب السادس والعشرون، ح۳۔

اگر بصیرت کے ساتھ ان روایات کا میں تدبر اور فکر کیا جائے۔ ان دونوں روایات میں اطلاق تام پایا جاتا ہے **اس حیثیت سے کہ شھادۃ ثالثہ کو شھادتین کے ساتھ ذکر کرنا واجب ہے بغیر کسی تخصیص کے پس وہ یعنی شھادتین کا دارومدار شہادت ثالثہ پر ہے** اس لحاظ سے کہ شھادۃ ثالثہ ان شھادتین کے ساتھ ہی ذکر ہوتی ہے اس کے ساتھ وہ احتمال

استحباب شھادۃ ثالثہ ہوجاتا ہے (یعنی مدلول عام میں خاص مدلول خاص پر دلیل عام کے ساتھ دلالت کرنا) ہرگز نہیں یہ احتمال اس سے قبل ہے، ہی نہیں وانما ھی واجبۃ ولا زمۃ بیشک شھادۃ ثالثہ واجب اور لازم ہے (کیونکہ وہ جزء تابع شھادتین توحید ونبوت ہے)اس امر شھادۃ ثالثہ کو اخبار ظاہرہ وجوب تلازم کے ضمن میں بیان کرتی ہے اور جو ان کے درمیان اقتران پایا جاتا ہے یہ اقتران شرطی ہے پس اس کو انجام دینا لازم ہے اس مقام پر جہاں ذکر رسولؐ ہوا گرچہ ذکر مستحب ہی کیوں نہ ہو جس طرح مجلس عام میں ان دوشھادتین کا ذکر عام ہوتا ہے یا مجلس میں اس طرح ان شھادتین کے ساتھ شھادۃ ثالثہ کا ذکر بھی لازم ہے۔

جہاں ان شھادتین کا ذکر مستحب ہوگا وہاں شھادۃ ثالثہ کو بھی مستحب کی نیت سے ادا کرنا ہوگا اور جہاں ان شھادتین کا ذکر واجب ہے وہاں شھادۃ ثالثہ کو ان کی اتباع میں واجب کی نیت سے ادا کرنا ہے جیسے وجوب شھادتین ،تشھد ،صلاۃ ، میں ذکر شھادۃ ثالثہ ان شھادتین کی طرح واجب ہے۔

اور اگر فقہ کے لئے ظاہر نہیں ہوتا ان دونوں کے درمیان لوازم اقتران تو پھر حداقل احتیاط وجوب کی بناء پر اظہار شھادۃ ثالثہ اذان واقامت میں معین کرے یہ جو ہم نے آخر اس امر پر استقراء کو قائم کیا ہے وجوب الشھادۃ ثالثہ تشھد صلاۃ میں یہ بالکل ایسے ہیں جیسے جزء ولاینفک ہے۔ جیسے شہادتین یعنی شھادۃ ثالثہ کو شھادۃ توحید ورسالت سے اذان واقامت وتشہد نماز میں کبھی جدا نہیں کیا جاسکتا اور واللہ تعالیٰ العالم بحقائق احکامہ واسرار اولیاء المقربین محمد واھل بینہ المطھرین علیھم السلام **بے شک اللہ تعالیٰ حقائق احکام کا عالم اور اسرار اولیاء مقربین محمدؐ، اہل بیت**

طاہرینؑ سے بہترین سے آگاہ ہے

شہادت ثالثہ کے ساتھ شہادت رابعہ: بے شک اطلاق روایات مذکور اور غیر مذکور اس بات کی مقتضیٰ ہیں کہ شھادۃ ائمہ معصومین علیہم السلام اذان واقامت یا دوسرے موارد میں مطلوب شرعی ہے نصوص اور اصول محمل کے اعتبار سے شھادۃ امیر المومنینؑ کے ساتھ ان کی اولاد کا ذکر جائز ہے۔ جب دلیل یا کوئی اصل جو اصل قاضی سے قوی ہو ذکر اہل بیتؑ کے جواز پر اور جب خلال اذان اقامۃ میں حمد شکر، دعا برائے مومنین کا ذکر جائز ہے تو پھر ائمہ معصومین علیہ السلام کا ذکر خاص طور پر ذکر سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو شھادۃ ثالثہ کے ساتھ بیان کرنا بطریق اول جائز ہے کیونکہ ان کا ذکر اپنے لئے دعا اور مومنین کے لئے دعا سے بہتر ہے بلکہ بے شک اصل وجوب ولایت اہل بیت اصل اذان واقامت الصلاۃ، صوم، حج، الزکاۃ، سے مقدم ہے۔

مستفیض احادیث کیا ہے:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، اور ولایت مگر جیسے ولایت کو بیان کیا گیا ہے ایسے کسی کی اہمیت کو بیان نہیں کیا گیا بنی الاسلام علیٰ خمس علیٰ الصلاۃ والزکاۃ والحج والصوم والولایۃ لم ینادبشیء نودی بالولایۃ (اصول کافی کتاب، کتاب الحجت) اور دوسری نص جس میں واضع طور پر ولایت ائمہ معصومین علیہم السلام کو بیان کیا گیا ہے جس طرح موثقہ محمد بن سنان عن المفضل بن عمر عن مولا امام صادق علیہ السلام بنی الاسلا م الی ان قال ولایۃ امیرالمومنین والائمۃ من ولدہ علیھم السلا م اسلام کی بنیاد ولایت امیر المومنین علیہ السلام وآئمہ طاہرین پر ہے پس یہ نصوص ولایت کو متصل کرتی ہیں فروع کے ساتھ جیسے نماز

،روزہ، حج ،زکوۃ ، کیونکہ یہ تمام فروعات مرتبط ہیں اہل بیتؑ کے ساتھ کیونکہ ولایت اہم اصول میں سے ایک اصل ہے ان کی ولایت کے بغیر کوئی فروع قابل قبول نہیں شھادۃ ثالثہ در تشھد نماز اوراس شھادۃ ثالثہ کے ساتھ شھادۃ سیدۃ النساء صلوٰۃ اللہ علیہا اوران کی اولاد پاک کا ذکر۔

بــه نستعين : جس طرح کہ ہم واضح الفاظ میں بیان کر چکے ہیں کہ شھادۃ ثالثہ کو شھادۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ متصل کرنا لازم و واجب ہے جو کبھی ان دونوں سے جدا نہیں نہ اذان واقامت اور نہ تشھد صلاۃ میں اور غیر صلاۃ میں بھی ہر حال اور ہر زمانہ میں شھادتین کے ساتھ شھادۃ ثالثہ کو ذکر کرنا واجب ہے اور ذکر علیؑ کو اخبار موجبہ میں قدر متیقن بیان کیا گیا ہے البتہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اوران کی اولاد طاہرہ کا ذکر احوط ہے بلکہ بعید نہیں کہ اقویٰ ہو ان کے ذکر کو شھادۃ ثالثہ کے ساتھ منضم کرنا اس صیغہ کے ساتھ ذکر کرنا افضل ہے واشهد ان عليـاً اميرالمومنين واهل بيت عـليهم السلا م الطيبين الطاهرين حجج الله اولياه) اوراس سے افضل یہ کہ ان کے اسماء مبارکہ کے ساتھ ذکر کرنا (اشهـدان عـليـاًاميـرالـمـومـنيـن و زوجةالـصديقة الكبرىٰ فاطمةالزهراء سيدةالنساء العالمين والحسن والـحسيـن وعـلـى بـن حسيـن ومـحـمد بن على وجعفر بن محمد و مـوسـىٰ بن جعفر وعلى بن موسىٰ ومحمد بن على وعلى بن محمد و حسن بن على والحجةالقائم المهدى حجج الله اولياء ...

الـلهم صل علىٰ محمد وآل محمد) اور ذکر اہل بیتؑ کو ذکر شھادۃ ثالثہ کے ساتھ انضمام کرنے کا راز یہ ہے کہ اکثر روایات میں اس امر کی تاکید کی گئی ہے۔اورصورت

مطلق ان روایات میں سے کتاب اکمال دین میں بھی موجود ہیں۔
جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

شہادت ثالثہ کے بغیر شہادتین قبول ہی نہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کے میرے جد پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو علم ہے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں اور علی علیہ السلام میرے خلیفہ ہیں اور ان کی اولاد سے جو آئمہؑ ہیں وہ میری حجت ہیں تو اس شخص کو میں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا اور اپنے عفو سے اس کو دوزخ سے نجات دوں گا اپنے قرب کی اسے اجازت دوں گا اس کے لئے کرامت کو واجب اور اس پر اپنی نعمت تمام کروں گا اس کو اپنے خواص اور خالص بندوں میں قرار دوں گا۔ اگر وہ مجھے پکارے گا تو جواب دوں گا اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب کروں گا اگر مجھ سے مانگے گا تو عطا کروں گا۔ اگر خاموش رہے گا عطائے رحمت میں خود ابتداء کروں گا اگر مایوس ہوگا تو اس پر رحم کروں گا اگر دور ہوگا تو اسے اپنے قرب سے تو بلاؤں گا اگر میرے پاس لوٹ کر آئے گا تو اس کی توبہ قبول کروں گا۔ اگر میرے در پر دستک دے گا تو دروازہ کھول دوں گا اور جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں یا یہ گواہی تو دے یعنی اشھد ان لا لہ الا تو اللہ کہے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں اشھد ان محمد رسول اللہ یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی ابن ابی طالب میرے خلیفہ ہیں یعنی شہادتین کہے مگر شہادت ثالثہ کا انکاری ہو یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی

علیہ السلام کی اولاد میں آئمہ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم تر جانا اور آیات و کتب کا انکا کیا پس اگر وہ میرا قصد کرے گا تو میں حجاب ڈال دوں گا۔کور چشم ہوگا دل کا بھی اندھا ہوگا،معرفت سے محروم ہو جائے گا۔

اگر سوال کرے گا تو اس کو محروم رکھوں گا۔اگر مجھے ندا دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا۔ اگر دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہیں کروں گا۔اور اگر مجھ سے امید رکھے گا تو اس کی امید کو قطع کروں گا یہ ہی میری طرف سے اس کے لئے جزاء ہے اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔اکمال الدین الباب 24 صفحہ 258 جلد 3۔

روایت عموم ذکر اہل بیتؑ کو شامل ہے اور جناب صدیقۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو خارج بیان کرتی ہے۔مگر چونکہ جناب سیدہ نفس امیر المومنینؑ علیہ السلام اور سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولایت اللہ کی ولایت ہے کہ جس کو تمام انبیاء مرسلین اور اوصیاء پر فرض کیا گیا اور یہ تمام حجج الٰہی پر بھی حجت ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ شھادۃ ثالثہ کے ساتھ شھادۃ ولایت صدیقۃ الکبریٰ کو بھی ملا کر بیان کیا جائے کیونکہ وہ اس آیۃ کے مضمون میں داخل ہیں اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ.

اور یہ جو ولایت امیر المومنین علیہ السلام کے لحاظ سے حصر پایا جاتا ہے آپ کی شخصیت کا حصر ولایت باقی ائمہ اور سیدہ کی ولایت کریمہ کے منافی نہیں کیونکہ **فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولایت ہی تمام ائمہ کی ولایت ہے لہٰذا معیار ولایت اور املاک ولایت سیدہ فاطمہؑ ہے** اور تمام آیات روایات ائمہ کو اطاعت،عصمت،ولایت ایک درجہ پر بیان کرتی ہیں اور تمام روایات شھادۃ ثالثہ کو انضمام کے ساتھ اذان،اقامت،تشہد،صلاۃ میں بیان پر

تاکید کرتی ہیں اور جو روایت فقہ امام رضا علیہ السلام میں نقل ہوئی ہے جس کو بہت سے مختلف نسخہ جات میں ذکر کیا ہے اس میں تحریف سے کام لیا گیا ہے اس وجہ سے کہ امیرالمومنین کی ولایت کو صریحاً بیان کیا گیا ہے۔ شھادۃ ولایت امیرالمومنین علیہ السلام اور اس روایت کے آخر میں آل ابراھیمؑ اور آل محمدؐ اور جس طرح ایک مخصوص درود سیدہ صدیقۃ الکبریٰ پر ائمہ الھدیٰ جو کہ ھدایت کے چراغ روشن اور سفینہ نجات ہیں ان پر مخصوص دور میں بیان کیا گیا از باب تنقیح المناط میں بھی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کی اولاد پاک کی شھادۃ کا اقرار جائز ہے کیونکہ ان تمام کی ولایت کا اعلان از باب فضیلت ہوا ہے مطلقً بغیر کسی قید اور شرط کے اور کسی تخصیص کو بیان نہیں کیا گیا البتہ بے شک محدثین پر ہم نے اشکال کیا ہے اور اس لئے کہ ہم شھادۃ توحید اور نبوۃ پر عقیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر قباحت نہیں شھادۃ ثالثہ کا عقیدہ رکھا جائے کیونکہ ہم نے اخبار و احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس امر کو بیان کرتی ہیں اور اگر ہمارے علاوہ کسی مقصر اور اھل تقصیر پر یہ امر مخفی ہے تو استحباب کا فتویٰ دے مگر احتمال کو ظاہر نہ کرے کیونکہ صریحاً وجوب ثابت ہوتا ہے جس طرح کہ دلیل عقلی جس طرح کہ علم اصول میں معلوم ہے یہاں تک کہ ہم نے استحباب پر کوئی قرینہ نہیں پایا جس طرح بے شک سزاوار نہیں ہے کہ اپنے حال سے بے خبر رہیں اور وہ مورد ثقۃ کہ جس کو ہمارے ائمہ نے فرض فرمایا اس وقت زندگی بہت سخت حالات میں تھی ممکن نہیں تھا کہ وجوب ولایت کا معصوم حکم صادر فرماتے باوجود اس کے جو تشھد شھادتین اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ از باب مطلق اور مقید بیان ہوا ہے کہ مطلق کو مقید پر حمل کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کا قول ہے (ادنی ما یجزی من التشهد الشهادتان) یعنی کم از کم

تشھد شھادتان ہیں حالت تقیہ میں کفایت کر جائے گا۔مگر حالت عدم تقیہ میں تو شھادۃ ثالثہ کے ساتھ پورا تشھد پڑھنا چاہیے۔کیونکہ پھر شھادتین کفایت نہیں کرتی۔اور وہ جو اخبار کو مقید کیا گیا ہے

جیسے صحیح قاسم بن برید بن معاویہ کتاب احتجاج میں اور موثقہ سنان بن ظریف جو اصول کافی میں حدیث روایت کی گئی ہے جلد 1 صفحہ 441 جلد 8 اور روایۃ اکمال الدین صفحہ 257 جلد 3

هو حسبنا ونعم الوكيل ،عليه توكلنا واليه منيب والسلام عليكم ورحمة الله و بركا ته

☆☆☆☆